سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ
(پیر آف جھنڈا شریف، سندھ)

نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

پیر آف جھنڈا شریف، سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ سندھ کے معروف اہل حدیث عالم تھے۔ چند سال قبل اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کا یہ مضمون کئی سال پہلے لاہور سے شائع ہونے والے اہل حدیث مسلک کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں شائع ہوا۔ پھر ''نقیبِ ختم نبوت'' نے اسے شائع کیا اور بعد میں جمعیت غرباء اہل حدیث نے اسے پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اسے مکرّر شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ننگے سر نماز ہو جانے کے بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں۔ راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج وعمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک بغیر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چند احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَسَحَ عَلٰی عِمَامَتِہٖ وَخُفَّیْہِ

ترجمہ: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری مع فتح الباری جلد ا صفحہ ۳۰۸)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ضرور اسی عمامہ سے نماز پڑھی ہوگی کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ عمامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث حضر وسفر دونوں کو شامل ہے۔

۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نمازِ فجر سے پہلے قضاء حاجت کے لئے نکلے۔ قضاء حاجت کی، پھر لوٹے (پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر اس میں یہ الفاظ ہیں:

ثُمَّ مَسَحَ بِنَا صِیَتِہٖ وَعَلَی العِمَامَۃِ .الخ

ترجمہ: پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا۔ (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۱)

۳۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلیٰ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَ عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ اَرْخیٰ بَیْنَ کَتِفَیْہِ .

ترجمہ: گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا
(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۳۷)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فتحِ مکہ کے دن بغیر احرام کے مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ (کے سر مبارک) پر کالی پگڑی تھی۔
(صحیح مسلم)

بعض علماء نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر مغفر (خود) تھا

لیکن حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہلے جب نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا پھر اس کو اتار لیا (جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے) اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّہٗ خَطَبَ النَّاسَ وَ عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دیا گیا تھا۔ یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ کالا عمامہ خود کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تاکہ نبی ﷺ خود کے لوہے سے اپنے سر مبارک کو محفوظ رکھیں۔ (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۶۱۔۶۲)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کَانَ رَسُوْ لَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ .

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۵)

۶۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَسَدَ لَھَا بَیْنَ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ .

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اسکا تھوڑا سا ٹکڑا چھوڑ دیا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۴۷۵)

۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ اَلشُّھَدَاءُ اَرْبَعَۃ رَجُل مُّؤْمِن جَیِّدُ الْاِیْمَانِ اَتَی الْعَدُوَّ

فَصَدَقَ اللّٰہَ حَتّٰی قُتِلَ فَذَالِکَ الَّذِیْ یَرْفَعُ النَّاسُ اَعْیُنَھُمْ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ھٰکَذَا وَرَفَعَ رَاْسَہ‘ حَتّٰی وَقَعَتْ قَلَنْسُوَۃ فَلَا اَدْرِیْ قَلَنْسُوَۃُ عُمَرَ اَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَۃُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم .

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرمارہے تھے کہ شہداء چار ہیں۔ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا ہے۔ وہ دشمن کی طرف آیا تو اس نے اللہ سبحانہ‘ وتعالیٰ (کے اجروثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتیٰ کہ وہ قتل ہوگیا تو یہ وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے۔اس طرح اپنا سر اٹھایا۔حتیٰ کہ ٹوپی گرگئی۔(راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کے گرنے سے مراد اپنی ٹوپی گرنے کا کہا یا نبی ﷺ کی ٹوپی گرنے کا۔ (جامع ترمذی)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن درجے کی کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا نبی ﷺ اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

۸۔ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی ہے:

”اَنَّہ‘ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَلْبَسُ فِی السَّفْرِ ذَوَاتِ الْآذَانِ وَ فِی الْحَضْرِ اَلْمُضَرَّیَعْنِیْ الشَّامِیَۃَ“

قَالَ الْعِرَاقِیُّ وَھُوَ اَجْرَدُ الْاَسْنَادِ فِی الْقَلَانِسْ.

ترجمہ: آنحضرت ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں مضر یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

عراقیؒ کہتے ہیں کہ ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے۔

۹۔مصنف ابن ابی شیبہ میں اور مصنف عبدالرزاق میں اس کے مانند امام حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے:

”اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانُوْا یَسْجُدُوْنَ وَ اَیْدِیْھِمْ فِیْ قَلَنْسُوَتِہٖ وَعِمَامَتِہٖ.‘

ترجمہ: نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں سجدہ اس حال میں کرتے کہ اُن کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور اُن میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں باندھے ہوتے تھے۔

۱۰۔امام بخاری رحمہ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللّباس میں باب ”البرانس‘ کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث لائے ہیں:

”اَنَّ رَجُلاً یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَایَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَا تَلْبَسُوْا لْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَاالسَّرَاوِیْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَاالْخِفَافَ“

ترجمہ: ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! محرم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: نہ قمیص پہنے‘ نہ پگڑیاں باندھے‘ نہ شلواریں پہنے‘ نہ برانس پہنے اور نہ ہی موزے پہنے۔(فتح الباری جلد ا صفحہ ۲۷۱-۲۷۲)

(برانس‘ برنس کی جمع ہے۔یہ ایک قسم کی ٹوپی ہے)

امام بخاریؒ نے اس کے بعد جلد ا صفحہ ۲۷۳ پر باب ”العمائم“ منعقد فرما کر اس کے تحت بھی یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی لائے ہیں۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و پیشتر پہنے رہتے تھے ۔ ورنہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکثر و بیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا کرتے ہوئے ننگے سر رہنا ہی معمول ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی حالت میں) بیان نہ کی جاتی جیسا کہ عورتیں اجانب (غیروں) کے سامنے نقاب اوڑھے ہی رہتی ہیں حالانک احرام کی حالت میں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں الا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آ گیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدّثین جنہوں نے کتابُ اللّباس کے تحت ان احادیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے ان کا مقصد ان باتوں میں اقتداء واتباع تھا ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَة حَسَنَة

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ (کی ذاتِ مقدسہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ ارشاد عبادات وغیرہا سب کو شامل ہے۔ ہوسکتا ہے ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نعیم صاحب طعام وشراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں سے جن اشیاء یا امور کے متعلق کوئی امر یا رغبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب و مستحب نہیں۔

لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اگر یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے۔ اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی۔ جب سر ڈھانپے رکھنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگا۔ لہٰذا استحباب یا ندبیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو یہ حال تھا کہ لباس وطعام میں سے جو چیز نبی ﷺ کو پسند ہوتی تو وہی چیز وہ خود اپنے لئے بھی پسند کرتے تھے۔

صحیح بخاری کے کتاب اللّباس میں ''بابُ النِّعال السّبتیہ وغَیر ھا'' کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ عبید بن جریؓ سے روایت لائے ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں۔ تمہارے دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ آپ ''سِبتیہ نِعال'' (بغیر بالوں کے جوتا) ہی پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''اَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْر وَيَتَوَضَّاءُ فَاَنَااُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا''

ترجمہ: ''سبتیہ نعال'' یعنی بغیر بالوں کے جوتے تمہارے سوال کے متعلق کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ جوتے وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے تھے۔ لہٰذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسے ہی جوتے پہنا کروں۔

(فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۳۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سُنّت کے اتباع میں جو مقام ہے وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کے ''کتابُ الاُطعِمَۃ'' میں بابُ ''الدّباء'' کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ

عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

’’اَنَّ رَسُوْ لَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مَوْ لًا لَّہٗ خَیَّاطٌ فَاَتٰی بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ یَاْ کُلُہٗ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّہٗ مُنْذُرَاَیْتُ رَسُوْ لَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْ کُلُہٗ.‘‘

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے ہاں تشریف لائے۔ پھر وہ آپ کے لئے کدّو لے آیا۔ پھر آپ اس کو کھانے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو کدّو کھاتے دیکھا تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعث اجر وثواب نہ تھا؟

اگر تھا تو یہی نُدب واستحباب کی علامت ہے۔ اس لئے سر ڈھانپ کر چلنے پھرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء فضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ یہ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہلِ حدیث جماعت کے افراد نے ننگے سر نماز پڑھنے کا جو معمول بنا رکھا ہے‘ اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے‘ مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ مندوبات ومستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

جواز کے اظہار کے لئے کبھی کبھار اتفاقاً بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتبِ احادیث میں جو مندوبات ومستحبات‘ سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں‘ یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پرجوش اہلِ حدیث حضرات کی طرف سے بعض متشدّد حنفیوں کی باتوں کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جا رہا ہے۔

یہ بات افہام وتفہیم سے بھی ہو سکتی ہے‘ انہیں معقول دلائل پیش کئے جائیں اور اگر وہ پھر بھی اسی پر جمے رہیں اور حق کی طرف نہ آئیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لئے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنا لیں پھر اگر یہی مقصود ہے تو گھر سے ہی ننگے سر آئیں اور نماز پڑھ لیں۔ لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تو سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے مولانا نعیم الحق کی تحریر کے مطابق ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعی پھیل رہی ہے تو اس کی جانب بھی توجّہ مبذول کرنا اشد ضروری ہے۔ اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ گھر سے ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہیے لیکن مسجد میں آ کر اس کو اُتار دینا چاہیے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہی سُنت رسول ﷺ اور اہلِ حدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض ہم اہل حدیثوں کے طرزِ عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی ﷺ گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اُتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی ومستمرہ معمولات میں سے بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ یہی نبی ﷺ کی سُنّت ہے؟ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر وبیشتر سر کو ڈھانپے

رکھا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے اس دلیل کے طور پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جسے ابوالشیخ الاصبہانی نے اپنی کتاب ''اخلاق النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے صفحہ ۱۱۵ میں ذکر کیا ہے جو سنداً تو بالکل ضعیف ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب اس روایت کو لے کر میرا معارضہ یا تعاقب شروع کر دے۔ اس لئے حفظِ ماتقدم کے طور پر یہ روایت مع سند و متن اور اس کی سند پر کلام کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب اس کو لے کر میدان میں نہ آجائیں۔ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عِمْرَانَ بْنِ جُنَيْدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى الْمَقَانِعِيُّ وَسُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوٗدَ السَّلَّالُ' نَا بِشْرُبْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ' نَا مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الْعَزْرَمِيِّ عَنْ عَطَاءٍ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ قَلَانِسَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَآءُ مُضَرَّبَةٌ وَقَلَنْسُوَةٌ ذَاتُ اٰذَانٍ يَلْبَسُهَا فِي السَّفَرِ وَرُبَّمَا وَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِذَا صَلّٰى .

اس روایت میں ابوالشیخ الاصبہانی کے استاذ اور اس کے دو شیوخ احمد بن عیسیٰ المقانعی اور سلیمان بن داوٗد السلال کے حالات ہمارے پاس موجود مصادر و مراجع میں سے کسی میں بھی نہیں۔ آگے چوتھے نمبر پر بشر بن یحیٰی المروزی آتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی سوائے الجرح والتّعدیل لابن ابی حاتم کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور الجرح والتّعدیل میں بھی صرف یہ ہے کہ کان صاحبُ الرّأی۔ یہ الفاظ توثیق و تعدیل کے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ بھی مجہولُ الحال ہی ہوا۔ پھر مسلم بن سالم کا نمبر آتا ہے۔ یہ بلخی ہیں' متروک اور وَضّاع ہیں۔ جملہ ائمہ محدثین ان کی تضعیف پر متفق ہیں۔ پھر العرزمی ہیں اور غالب ظنّ یقین کے قریب یہ بات ہے کہ یہ محمد بن عبید اللہ ابن ابی سلیمان العرزمی ہیں اور یہ بھی متروک ہیں۔ اس کے بعد عطاء ہیں۔ یہ ابن ابی رباح ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھیں (تقریبُ التہذیب' المیزان والّلسان)

اب ایسی روایت سے جس کی اسناد ''ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ'' کا مصداق ہو' اس سے استناد کوئی جاہل کرے تو کر سکتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کے علم سے نوازا ہے وہ اس سے استدلال کی جرأت نہیں کر سکتا۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے یعنی بغیر سر ڈھانپے نماز پڑھی۔

اوّلاً: اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور اتنی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مُبارک میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے نہ تھے۔ اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

اس سے جو بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

ثانیاً: میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی کریں کہ ایک کپڑے کے سوا سب کپڑے اُتار کر پھر مسجد آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف

پگڑی یا ٹوپی اُتار کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہونے چاہئیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اُتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔

شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت پکڑو یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن سر کو ننگا رکھتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس زمرہ میں سے نکال باہر کر رہے ہیں۔ اوپر صفحات میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا معمول سر کو ڈھانپنا تھا لہذا میں ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔

بہر حال ان وجوہات کی بناء پر مجھے تو نماز کی حالت میں اور عام حالت میں سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر واولیٰ اور مستحب و مندوب نظر آتا ہے۔ اگر کسی اہلِ علم نے اس پر تعاقب فرمایا کہ میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آ گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ رجوع بھی کر لوں گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ.

☆☆☆

فطرت کی پکار

’’اے عزیزو! آنکھیں بند کر لی جائیں تو خطرات ٹل نہیں جاتے، ہمت ہار کر بیٹھ جاؤ تو کام بن نہیں جاتے۔

دیکھو! فطرت پکار کر کہہ رہی ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔ بے خبر قوم کی بربادی یقینی ہے۔ فطرت کی اس پکار کو سننا چاہو تو سن لو عمل کرنا چاہو تو کر لو۔ حُقے پر بیٹھ کر دھواں اُڑانے والی اور بیٹھے بیٹھے بے سود آہیں بھرنے والی قوم کامیابی کے قریب نہیں جا سکتی۔ اگر قدرت کے قانون کی خلاف ورزی میں ہماری خوشی ہے تو پھر اپنی بدنصیبی کا شکوہ کیا؟

از ماست کہ بَر ماست‘‘

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

(خطبہ صدارت: ’’احرار کانفرنس‘‘، قصور۔ یکم دسمبر 1941ء)